مقام اشاعت

کوٹ عثمان خاں ــــ قصور ضلع لاہور

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود
صاحب کا مشکور ہوں اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ
معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب
نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاہور
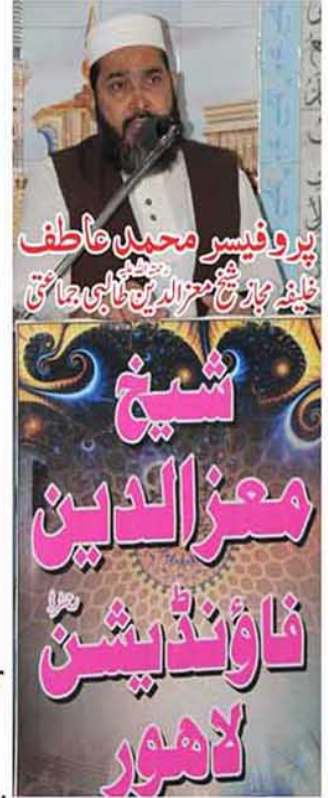
No.	Issue	No.	Issue	No.	Issue
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

بہ سرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم
بہ نظرِ عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید
محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمتہ
بہ ظلِ عاطفت حضرت مولانا الحاج پیر حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری

بدل اشتراک		مدیر مسئول	غلام رسول گوہر	قیمت فی پرچہ
سالانہ ۶ روپے معاونین سے ۱۵ روپے سرپرست حضرات سے ۳۰ روپے		مدیر معاون	مولانا محمد عبد العزیز نقشبندی مرتضائی	۵۰ پیسے
جلد ۲۷		اپریل ۱۹۷۴ء		شمارہ ۵

ترتیب

اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہذا آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ امید ہے آپ حسب سابق سرپرستی فرمائیں گے۔

گوہر

پرنٹر پبلشر غلام رسول گوہر ۔ مقام اشاعت :- کوٹ عثمان خاں قصور

صابرؔ براری بی۔ اے

شرحِ واللیل وہ گیسوئے رسا ہیں کہ نہیں
سورۂ شمس میں وہ جلوہ نما ہیں کہ نہیں؟

نام منقوش ہے فردوس میں ہر سمت اُن کا
برگِ گُل ہائے جناں کی وہ صدا ہیں کہ نہیں؟

پڑھ کے دیکھو تو ذرا کلمۂ طیبّ دل سے
بعدِ رب خلق میں وہ سب سے سوا ہیں کہ نہیں؟

آئینہ میں بھی نہ عکسِ قدِ رعنا آیا!
کہئیے بے مثل شہنشاہِ دنیٰ ہیں کہ نہیں؟

جا نہیں سکتا کوئی سدرہ سے آگے لیکن
جلوہ فرما وہ سرِ عرشِ عُلا ہیں کہ نہیں؟

حُسنِ یوسف پہ تھے قربان حسینانِ جہاں
اور یوسف شہِ بطحا پہ فدا ہیں کہ نہیں؟

شرحِ لولاک لما پڑھ کے ذرا غور کرو
آپ تخلیقِ دو عالم کی بنا ہیں کہ نہیں؟

حشر کا ہے یہی مقصد کہ عیاں ہو سب پر
انبیاء آپ ہی کے زیرِ لوا ہیں کہ نہیں؟

میرے اشعار سے آئینہ ہے یہ اے صابر
میری تخئیل میں وہ جلوہ نما ہیں کہ نہیں؟

مترجم: ابوضیا غلام رسول گوہر مدیر مسئول

انوار السعادت فی الدارین

ترجمہ

تفسیر جلالین

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ؛

اے بنی اسرائیل یعنے اولاد یعقوب یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر یعنی تمہارے باپوں پر کیا۔ یعنی ان کو فرعون سے (جو ان کا دشمن تھا) نجات دلائی اور ساحل دریا پر ان کو پار پہنچانے کے لئے ان کے لئے دریا کو پھاڑا یعنی ان کے گذرنے کے لئے دریا میں بارہ خشک راستے پیدا کر دیئے اور تیہ کے جنگل میں جہاں دھوپ ہی دھوپ تھی کوئی سایہ نہیں تھا بادلوں کا سایہ ان پہ کیا۔ اس کے سوا اور بھی نعمتیں ان کو دیں۔ ان احسانوں اور نعمتوں کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم میری اطاعت سے ان کا شکر ادا کرو۔

وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝

اور تم میرا عہد جو میں نے تم سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا کیا پورا کرو۔ میں تمہارے عہد کو جو میں نے تم سے کیا کہ تم کو تمہارے ایمان پر یا عہد پورا کرنے پر جنت میں داخل کر کے ثواب دوں گا۔ پورا کروں گا۔

اور تم عہد پورا نہ کرنے میں میرے سوا جو بھی ہے سب چھوڑ کر صرف مجھی سے ڈرو۔

وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ۝

اور تم ایمان لاؤ قرآن پر جو میں نے نازل کیا وہ تصدیق کرتا ہے توراۃ کی جو تمہارے پاس ہے اس کی موافقت کر کے توحید اور نبوت میں، تم اہل کتاب سے اس کے ساتھ پہلے کفر کرنے والے نہ ہو۔ اس لئے کہ جو تمہارے پیچھے آئیں گے وہ تمہارے تابع اور پیروکار ہوں گے۔ پس ان کا گناہ بھی تمہارے اوپر ہوگا۔ اور تم نہ بدلو میری آیات کو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت میں تمہاری کتاب میں ہیں۔ تھوڑی قیمت سے۔ یعنے حقیر معاوضہ دنیا کے مال سے یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت

مترجم: ابوضیا غلام رسول گوہر مدیر مسئول

انوار السعادت فی الدارین

ترجمہ

تفسیر جلالین

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ

اے بنی اسرائیل یعنی اولاد یعقوب یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر یعنی تمہارے باپوں پر کیا۔ یعنی ان کو فرعون سے (جو ان کا دشمن تھا) نجات دلائی اور سمندر دریا پار ان کو پہنچانے کے لئے ان کے لئے دریا کو پھاڑا (یعنی ان کے گذرنے کے لئے دریا میں بارہ خشک راستے پیدا کر دیئے) اور تیہ کے جنگل میں جہاں دھوپ ہی دھوپ تھی کوئی سایہ نہیں تھا، بادلوں کا سایہ ان پر کیا۔ اس کے سوا اور بھی نعمتیں ان کو دیں۔ ان احسانوں اور نعمتوں کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم میری اطاعت سے ان کا شکر ادا کرو۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝

اور تم میرا عہد جو میں نے تم سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا کیا پورا کرو۔ میں تمہارے عہد کو جو میں نے تم سے کیا کہ تم کو تمہارے ایمان پر یا عہد پورا کرنے پر جنت میں داخل کر کے ثواب دوں گا۔ پورا کروں گا۔

اور تم عہد پورا نہ کرنے میں میرے سوا جو بھی ہے سب کو چھوڑ کر صرف مجھی سے ڈرو۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝

اور تم ایمان لاؤ قرآن پر جو میں نے نازل کیا وہ تصدیق کرتا ہے تورات کی جو تمہارے پاس ہے اس کی موافقت کر کے توحید اور نبوت میں، (تم اہل کتاب سے اس کے ساتھ پہلے کفر کرنے والے نہ ہو۔ اس لئے کہ جو تمہارے پیچھے آئیں گے وہ تمہارے تابع اور پیروکار ہوں گے۔ پس ان کا گناہ بھی تمہارے اوپر ہو گا۔ اور تم نہ بدلو میری آیات کو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت میں، تمہاری کتاب میں ہیں۔ تھوڑی قیمت سے۔ یعنی حقیر معاوضہ دنیا کے مال سے یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت

پر جو تورات کی آیات شامل ہیں اس کو اپنے عوام سے اس خوف اور اندیشہ سے مت چھپاؤ کہ جو تم ان سے لیتے ہو اس سے محروم ہو جاؤ گے۔ اس معاملہ میں، تمام لوگوں سے بے پرواہ اور بے خوف ہو کر صرف مجھی سے ڈرو۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

تم حق میں جس کو میں نے اتارا ہے باطل کی آمیزش نہ کرو جس کو تم خود گھڑتے ہو۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت جو حق ہے۔ مت چھپاؤ۔ حالانکہ اس کا حق ہونا تم جانتے ہو۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ

تم نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔[۲] یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھو۔

شان نزول :-

علماء یہود اپنے مسلمان اقرباء کو کہتے تھے اثبتوا علی دین محمد فانہ حق ۔ تم محمد کے دین پر قائم رہو اس لئے کہ وہ حق اور سچا دین ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

تم لوگوں کو نیکی کا یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہو اور تم اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو۔ یعنے ان کو چھوڑ جاتے ہو۔ پس تم ان کو نہیں کہتے کہ وہ بھی ایمان لائیں۔ حالانکہ تم کتاب یعنے تورات کی تلاوت کرتے ہو۔ اور اس میں اس شخص کے لئے وعید ہے جس کا قول اس کے عمل کے خلاف ہو۔ کیا پس تم اپنے فعل کی قباحت اور برائی سمجھتے نہیں۔ کہ تم اس سے لوٹ آؤ پس جملہ نسیان کا استفہام انکاری کے موقع میں ہے

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝

تم اپنے کاموں پر مدد طلب کرو۔ صبر سے کہ وہ روکنا ہے نفس کا اس چیز پر جس کو وہ پسند نہیں کرتا اور نماز سے۔ تنہا نماز کا ذکر اس لئے کیا کہ اس کی شان عظیم ہے۔ حدیث میں ہے

اذا حزبہ امر بادر الی الصلوٰۃ

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کام سے مغموم ہوتے تو آپ نماز کی طرف جلدی کرتے۔

---

[۱] کتب سابقہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ کی آمد کی بشارات ہیں۔ اور ان کے ماننے والوں سے آپ کے اوصاف بیان کر کے عہد لیا گیا ہے کہ آپ پر جب مبعوث ہوں ایمان لائیں۔

[۲] اس آیت سے باجماعت نماز پڑھنے کا حکم ثابت ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ یہود بغیر رکوع کے نماز پڑھتے تھے ان کو حکم ہوا کہ مسلمان ہو کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو کر نماز پڑھو۔ رکوع نماز کا رکن ہے اس سے مراد پوری نماز ہے۔

کہا گیا ہے کہ اس آیت میں یہود کو خطاب ہے۔ اس لئے کہ ان کو ایمان سے دنیا کی حرص اور سرداری کی محبت نے روک رکھا تھا۔ پس ان کو حکم دیا صبر کا یعنے روزے کا کہ وہ شہوت کو توڑتا ہے۔ اور نماز کا کہ وہ خشوع پیدا کرتی ہے اور تکبر کو دور کرتی ہے۔ بیشک وہ یعنے نماز البتہ بڑی ہے یعنے بھاری ہے۔ مگر خشوع کرنے والوں پر۔

یعنے جن کو طاعت میں سکون ملتا ہے ان پر بھاری نہیں

اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۝

جو کہ یقین رکھتے ہیں کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد اپنے رب کی ملاقات کرنے والے ہیں اور بیشک وہ آخرت میں اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پس وہ ان کو بدلہ دے گا۔

بقیہ :- یومِ ولادت

کے لئے قیام کرنا اور صلوٰۃ والسلام کا تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا وہ عمل ہے کہ کوئی مسلمان اس کے انکار کی جرأت نہیں کرے گا۔

غرباء پر صدقہ کرنا، احباب اور بزرگواروں کی ضیافت کرنا بھی بہت خوب عمل ہے۔ ہاں اپنی خوشی کو صرف مباحات تک محدود رکھنا ضروری ہے۔ اس سے تجاوز کرنا یقیناً قبیح اور نہایت برا ہے۔ جو نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مثلاً آج کل جلوس میں باجا شامل کرتے ہیں۔ سوانگ بھرتے ہیں۔ چمٹے بجتے ہیں۔ اچھلتے کودتے اور ناچتے ہیں اور طبلہ سرنگیاں بجائی جاتی ہیں نمازیں ہضم کی جاتی ہیں، خلاف شرع اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ مستورات کا مردوں کے ساتھ اختلاط ہوتا ہے یہ سب امور شرعاً ممنوع ہیں۔ اپنے تمام جلوسوں کو ان سے پاک کرنا بھی ہمارا اولین فرض ہے۔

اور دوران جلوس میں نماز کی پابندی کرنا فرض ہے تارکین صلوٰۃ کو جلوس میں شامل ہونے سے منع کیا جائے تا کہ ان کو ندامت و پشیمانی کی دولت نصیب ہو۔ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔ اور نمازی بن جائیں۔ اسی طرح قلموں اور زلفوں والے لڑکوں کو بھی

بقیہ قمری مہینے

اتوار کی تعطیل منسوخ کر کے اس کی بجائے جمعہ کی تعطیل کو رواج دینا چاہیئے۔ لیکن پاکستان جو عمر کے لحاظ سے بوڑھا ہوتا جا رہا ہے اس کے کسی دورِ حکومت میں یہ کام نہیں ہو سکا۔ اتوار کی تعطیل نصرانیوں کی عظمت کا نشان ہے اس کا منسوخ کرنا ضروری ہے۔ ہم جناب کوثر نیازی سے التماس کریں گے کہ جہاں انہوں نے قرآن کی تصحیح اور جج پر سے پابندی اٹھائی ہے اور لوگوں کو عربی زبان سکھانے کا انتظام کیا ہے وہاں یہ آواز بھی بلند کریں کہ ہمارے ملک میں اتوار کی بجائے جمعہ کی تعطیل ہوا کرے

ابوضیاء غلام رسول گوہر
مدیر مسئول

وہ مبارک اور پر انوار دن جس میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں، عبدالمطلب کے عزیز از جان بیٹے عبداللہ کی صلب اطہر سے سیدہ آمنہ کے بطن پاک سے پیدا ہوئے۔ ایک قول کے مطابق ۹ ربیع الاول ہے اور ایک قول میں ۱۲ ربیع الاول آیا ہے اور یہی مشہور ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی کی تحقیق کے مطابق آپ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول مطابق ۱۷ جون ۵۶۹ء ہے۔ مجدد مأۃ حاضرہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال میں رقم طراز ہیں۔

رجب۔ صفر۔ ربیع الآخر۔ محرم۔ رمضان سب کچھ کہا گیا ہے۔ اور صحیح اور مشہور قول قول جمہور ربیع الاول ہے۔ مدارج النبوت میں ہے۔ مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود شرح الہمزہ میں ہے فی شہر ربیع الاول علی الصحیح شرح زرقانی میں ہے قال ابن کثیر ہو المشہور عند الجمہور اسی میں ہے وعلیہ العمل۔ یوم ولادت کے متعلق فرمایا ہے۔ بالاتفاق دوشنبہ ہے۔

صرح بہ العلامۃ ابن حجر فی افضل القری

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن کو پیدا ہوئے

ذالک یوم ولدت فیہ میں اسی دن پیدا ہوا رواہ مسلم عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالے عنہ

مدت حمل میں بھی اختلاف ظاہر کیا ہے۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ہفت شش سب کچھ کہا گیا ہے۔ اور صحیح نو مہینے ہیں۔ استقرار نطفۂ زکیہ کے متعلق ارشاد فرمایا اور صحیح یہ ہے کہ ماہ حج کی بارہویں تاریخ ہے کذا صححہ فی المدارک اس کتاب کے صفحہ پر آپ نے تاریخ ولادت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس میں اقوال بہت مختلف ہیں۔ ۲۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۲۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۲۰۔ سات قول ہیں۔ مگر اشہر و اکثر و ماخوذ و معتبر بارہویں ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولدِ اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ کما فی المواہب و المدارج اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے۔ کما فی المدارج علامہ قسطلانی و فاضل زرقانی فرماتے ہیں: المشہور انہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول و ھو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیرہ شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے ھو المشہور عند الجمہور اسی میں ہے ھو الذی علیہ العمل شرح الھمزیہ میں ہے وھو المشہور وعلیہ العمل اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔ آپ نے انگریزی تاریخ و مہینہ سن عیسوی سے بعد الحساب بسیار معالجت فرماتے ہوئے فرمایا: ۲۰ اپریل ۵۷۱ء

یوم ولادت کی خوشی

ہر قوم کے لئے وہ دن نہایت نیک اور بابرکت تصور کیا جاتا ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے انہیں کوئی نعمت عطا ہوئی ہو۔ یا زحمت و مصیبت سے نجات اور خلاصی ملی ہو۔ سال میں جب بھی وہ دن آتا ہے اگرچہ وہ بعینہٖ وہی دن نہیں ہوتا لیکن اس کی نظیر یا شبیہ ضرور ہے۔ اس میں وہ اللہ کی طاعت میں رہتے ہوئے خوشی مناتی ہے۔ وہ اس کے لئے یوم عید۔ یوم سرور اور یوم بہجت ہوتا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورہ محرم میں روزے سے پایا۔ آپ نے ان سے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالےٰ نے ہمارے دشمن فرعون کو غرق کیا۔ اور موسےٰ علیہ السلام کو نجات دلائی۔ اس دن کے شکر میں ہم اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اور خوشی مناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم سے موسےٰ کیطرف زیادہ حق رکھتا ہوں۔ آپ نے بھی روزہ رکھا اور اپنے اصحاب کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اسی طرح ہمارے لئے دنیا کی سب نعمتوں سے عظیم نعمت اللہ تعالےٰ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے جس کی طفیل ہمیں دنیا و آخرت کی بے نہایت و بے غایت نعمتوں سے نوازا گیا۔ ہمارے لئے وہ دن نہایت نیک اور مبارک دن ہے۔ جس دن آپ شکم مادر سے متولد ہوئے۔ اس دن اہل اسلام شروع سے خوشی مناتے چلے آئے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اکابر اور ائمہ دین ہدی کی اقتدا کرتے معاصی سے انحراف کرتے ہوئے طاعات و مباحات کے ساتھ خوشی منانی چاہیئے۔ اور اس دن کو اپنے لئے یوم عید یوم سرور تصور کرنا چاہیئے۔ جب ہم یہ مانتے ہیں کہ حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی محبت پر ایمان کی تعمیر ہے تو پھر آپ جیسی نعمت عظمیٰ کے حصول پر خوشی منا کر کیوں نہ اپنے رب کریم کا شکر ادا کریں۔ یہ دن علماء کے نزدیک لیلۃ القدر کی رات سے بھی افضل ہے۔ یقیناً وہ چیز درجہ اور مرتبہ میں افضل ہے جس کی نسبت آپ کی طرف ہے۔ اس چیز سے جس کی نسبت آپؐ کے غیر کی طرف ہے۔ اس دن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا ذکر کرنا اور آپ کے مدائح و فضائل نظماً و نثراً بیان کرنا اور اس کے لئے مسلمانوں کے ایک جگہ جمع کرنے کا اہتمام کرنا اور اس جگہ کی شناخت کے لئے اور تعظیم کے لئے بھی اس کو پھولوں اور جھنڈیوں اور گوناگوں روشنیوں سے مزین کرنا اور عطریات و خوشبویات سے اس کو مہکانا اور مواعظ علماء اور نعت خوانی سے اس کو معنوی رونق دینا اور برکات و سعادات سے بہرہ ور ہونا یقیناً مستحبات و مستحسنات میں داخل ہے۔ اس سے وہی انکار کرے گا جس کا دل حب رسول سے خالی ہے۔ اس دن کی تعظیم اور اظہار مسرت کے لئے اُجلا، پاکیزہ خوشبودار لباس پہننا اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مولد کی تعظیم

بقیہ ص ۵

کتاب انوار مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے چند اقتباسات

اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنا محبوب بنایا :-

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم

اے پیغمبر! آپ فرمائیں کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور آپ کی سچی غلامی سے آدمی اللہ تعالےٰ کا محبوب ہو جاتا ہے تو حضور کیوں نہ اللہ تعالےٰ کے محبوب ہوں گے۔ آپ کی اتباع مقام محبوبی تک پہنچاتی ہی اس لئے ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کے محبوب ہیں اور محبوب کی اتباع محب ہی کی اتباع ہوتی ہے۔

آپ رحمت عالم ہیں

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت اسں آیت میں اللہ تعالےٰ نے آپ کی دو نعتیں یہاں فرمائیں۔ ایک آپ کا رسول ہونا اور دوسری آپ کا رحمۃ اللعالمین ہونا۔

آپ کل بنی آدم کے رسول ہیں

وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس

ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سب لوگوں کے لئے رسول۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے آپ کی یہ نعت بیان کی کہ آپ پہلے پیغمبروں کی طرح کسی ایک قوم کے لئے پیغمبر نہیں ہیں بلکہ قیامت کے دن تک انسانوں کے لئے پیغمبر ہیں۔ خواہ کہیں کے رہنے والے ہوں اور کسی بھی قوم اور قبیلہ سے وابستہ ہوں خواہ کوئی نسل اور کوئی رنگ ہو جو بھی انسان ہے آپ اس کے لئے رسول ہیں۔ آپ مسلمانوں کے بھی رسول ہیں۔ اور کافروں کے بھی اول الذکر آپ کی امت اجابت اور موخر الذکر آپ کی امت دعوت ہیں۔ امت اجابت جنت میں جائے گی۔ جب کہ امت دعوت اگر اس نے کفر سے توبہ کی اور اسی طرح مر گئی تو جہنم میں جائے گی اور وہاں ہمیشہ رہے گی۔

آداب رسالت

محمد رسول اللہ محمد اللہ کا رسول ہے

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ کَدُعَاءِ بَیْنَکُمْ

تم رسول کا پکارنا ایسا نہ جانو جیسا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو پکارنا ہے۔ اس کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ رسول جب پکارے تو اس کی اجابت واجب ہے اور جب تم میں سے کوئی کسی کو پکارے تو اجابت واجب نہیں۔ یعنے اگر رسول کے پکارنے پر حاضر خدمت ہو کر تعمیل حکم نہیں کرو گے تو گنہگار ہو گے اور اگر کوئی تم جیسا تمہیں پکارے اور تم جواب نہ دو تو تمہارے اوپر گناہ نہیں جیسا کہ سعید ابن معلےٰ کا واقعہ ہے کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام … بعد کے ایک گوشہ میں جلوہ فرما تھے۔ آپ نے سعید ابن معلےٰ کو بلایا وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوا۔ اور معذرت کی کہ میں نماز میں تھا۔ اس لئے حاضر خدمت ہونے میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ

جب اللہ اور رسول تمہیں بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ اس لئے کہ وہ تمہیں زندگی بخشتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا نماز کو چھوڑ کر حاضر ہونا واجب ہے۔ آپ کی خدمت سے فارغ ہو کر نماز پڑھ لے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حاضر ہونے سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی جتنا عرصہ خدمت رسول میں گذارا وہ نماز میں ہی شمار ہوتا ہے۔

(مدارج النبوت)

دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارو تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح آپ کا نام لے کر یا محمد یا احمد کہہ کر مت پکارو۔ اس لئے کہ یہ خلاف ادب ہے۔ بلکہ آپ کی بزرگ صفات سے مثلاً یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔ اللہ تعالےٰ نے بھی تمام قرآن پاک میں کہیں بھی آپ کو نام سے خطاب نہیں کیا۔ حالانکہ تمام انبیاء و رسل کو ان کے ناموں سے مثلاً یا آدم یا نوح یا ابراہیم یا موسےٰ یا عیسٰی کہہ کر خطاب کیا ہے۔ لیکن جب آقائے نامدار فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنے کا وقت آیا تو یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ ۔ یَا اَیُّہَا الرَّسُوْلُ ۔ یٰسٓ ۔ یَا اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ ۔۔۔ یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ ۔۔۔ کہہ کر خطاب کیا۔

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔

اے ایمان والو تم اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور فرمایا:

وَلَا تَجْہَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَہْرِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا

تم آپس میں جس طرح اونچی آواز سے بات کرتے ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس اور آپ کی خدمت میں اس طرح اونچی آواز سے کلام نہ کرو اور کلام کرنے میں آپ پر سبقت اور تقدم سے بھی منع فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ۔

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اس کا مطلب ہے کہ چلنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے ہو کر نہ چلو۔

اس لئے کہ یہ خلاف ادب ہے۔ آپ کے پیچھے پیچھے چلو۔ بیٹھنے میں بھی آپ کے زانوؤں سے تمہارے زانوں آگے نہ ہوں۔ جگہ میں بھی تم آپ سے آگے ہو کر نہ بیٹھو۔ کھانا کھانے میں بھی آپ پر سبقت نہ کرو گفتگو میں بھی پہل نہ کرو۔ خاموش ہو کر بیٹھے رہو۔ آپ اذن دیں تو پھر بولو اور جب آپ سے کلام کرو تو بہت پست آواز اور نرمی سے کرو۔

ثابت ابن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ کے کان میں بہرہ پن تھا وہ اونچی آواز سے بولتے تھے اور ان کو اپنی آواز کا انداز معلوم نہیں ہوتا تھا۔ وہ اس خوف سے کہ میری آواز آپ کی آواز سے اونچی نہ ہو جائے اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفقد فرمایا عرض کی گئی حضور وہ اس لئے حاضر نہیں ہوتا کہ کہیں لاشعوری میں اس کی آواز آپ کی آواز سے اونچی نہ ہو جائے۔ آپ نے اس کو بلایا۔ اور مہربانی اور شفقت سے فرمایا تو بے ادبوں سے نہیں ہے۔ اور بشارت دی کہ تو نیکی سے جئے گا۔ اور شہید ہو کر مریگا۔ اور جنت میں داخل ہوگا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں آپ سے کلام نہیں کروں گا مگر مانند اس شخص کے کہ راز دار ہوتا ہے کہ وہ نہایت پست اور کم آواز سے بات کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے راز دار کی طرح اتنی پست آواز سے کلام کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے سننا دشوار ہو گیا اور آپ دریافت فرماتے کیا کہا کیا کہا۔

تبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخے بھیجنے چاہئیں۔

نام کتاب :- قادیانی امت

مصنف :- مولانا محمد شفیع جوش میرپوری

قیمت :- 3/-- روپے

قرآن پاک کی تحریف نہ صرف ایک گناہ ہے بلکہ کفر اور اشد کفر ہے۔ آج تک کفار کو بھی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ قرآن کی لفظی یا معنوی تحریف کریں یہودیوں نے اپنی تورات میں ہوا و ہوس کی اتباع میں تحریف کی تھی۔ ان کی یہ شناعت و قباحت قرآن نے واضح فرمائی ، وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

یعنے یہود کا ایک فریق دانستہ اللہ کے کلام کو سن کر اس کو بدل ڈالتا ہے۔ یہود کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن پاک کی تحریفات کی ناکام کوشش کی ہے مگر افسوس کہ علماء اسلام نے مرزا صاحب کے خلاف اس کے دعوائے نبوت اور انبیاء کی توہین میں اس کی تردید کی۔ اس سے مناظرات کئے اسلام کے خلاف جو بھی اس نے قدم اٹھایا۔ اس کے رد میں چھوٹی بڑی بہت کتابیں لکھی گئیں۔ مگر اس نے جو قرآن میں تحریفات کیں اس سے کسی نے نقاب کشائی نہیں کی۔ حضرت مولنا محمد شفیع جوش کو خدا ہم سب اہل اسلام کی طرف سے نیک جزاء دے۔ انہوں نے اپنی کتاب قادیانی امت میں وہ تمام آیات جمع کر دی ہیں جن میں اس نے تحریف کی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس طرح جو اسلام کو نقصان پہنچانے کی بڑی زبردست کوشش کی ہے اس سے حضرت مولنا نے سربراہ مملکت پاکستان اور

بقیہ صـ ۳۳ پر

ابوضیاء غلام رسول گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ قصور

قمری بارہ مہینے

اُن کے خواص اور ان کی وجہ تسمیہ

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے
ان عدۃ الشھور عند اللّٰہ اثنا عشر شہرًا
بیشک اللہ کے نزدیک سال کے مہینوں کی گنتی بارہ ہے۔

فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر
پس تم سیر کرو زمین میں چار ماہ۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن
رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ــــ

فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ
پس جس کسی نے تم سے مہینہ پایا پس اس پر اس کا روزہ فرض ہے۔

الشھر الحرام بالشھر الحرام
حرمت والا مہینہ بدلے حرمت والے مہینہ کے

الحج اشھر معلومات
حج کے مہینے معلوم یعنے متعین ہیں

للذین یؤلون من نسآئھم تربص اربعۃ اشھر
جو لوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کے لئے چار مہینوں کا انتظار ہے۔

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجًا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وّعشرًا
اور جو لوگ تم میں فوت ہو جائیں اور اپنے پیچھے دو بیویاں چھوڑ جائیں۔ ان کی بیویاں اپنے نفسوں کے بارے میں چار ماہ دس دن انتظار کریں۔

ان تمام آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ رب تعالےٰ نے سال کے بارہ ماہ بنائے ہیں۔ ان میں سے بعض مہینوں کا تشخص بعض عبادات یا بعض امور کے لئے فرمایا ہے مثلاً رمضان کے روزے فرض کئے۔ اس میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک ہی بار قرآن کا نزول ہوا جس شخص نے اپنی زندگی میں رمضان کو پایا اس پر روزہ فرض بتایا۔ یعنے اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے اور فرمایا حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں۔ ان میں ہی حج کیا جاتا ہے۔ ان کے گذرنے سے حج کا وقت گذر گیا۔ اور فرمایا جو لوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں۔ یعنے وہ ان کے نزدیک نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ اس قسم کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کی عورت کے نزدیک جانے کی مدت صرف چار مہینے ہے اس کے بعد وہ اس سے بائنہ ہو جائے گی۔ اور فرمایا اگر شوہر فوت ہو جائے۔ اس کے پیچھے اس کی بیوی زندہ ہو تو وہ چار ماہ دس دن انتظار کرے اس کے بعد اگر نکاح کرنا چاہے تو نکاح کرے۔

عربی زبان میں مہینہ کو شہر کہتے ہیں۔ اس کی جمع شہور آئی ہے۔ شہر دو قمروں کے درمیان کے دنوں کو کہتے ہیں۔ وہ دن کبھی انتیس اور کبھی تیس ہوتے ہیں۔ قمری سال جس کا تعلق سیر قمری سے ہے اس کے کل دن تین سو چون اور ایک دن کی کسر ہے جب بہت سی کسریں مل کر ایک پورا دن ہو جائے تو اسی کو ذوالحج کے آخر میں ڈال دیتے ہیں۔ جو زمان ہر دو چاندوں کے درمیان ہے۔ اس کا ایک سال میں بارہ مرتبہ تکرار ہوتا ہے۔ اور ہر مرتبہ کے تکرار کا اس کی شناخت اور پہچان کے لئے ایک نام رکھ دیا ہے۔ جس سے وہ اپنے دیگر اخوات و مماثل سے پہچانا جائے۔ عربی کے ان قمری مہینوں کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ محرم ۲۔ صفر ۳۔ ربیع الاول ۴۔ ربیع الثانی ۵۔ جمادی الاولیٰ ۶۔ جمادی الاخریٰ ۷۔ رجب ۸۔ شعبان ۹۔ رمضان ۱۰۔ شوال ۱۱۔ ذی قعدہ ۱۲۔ ذی الحج

وجہ تسمیہ

ان کے ناموں کی وجہ بہ بیان اہل اعارنین کے مطابق یوں ہے۔ محرم کو اس لئے محرم کہتے ہیں کہ اس میں ایام جاہلیت میں آپس میں جنگ کرنا حرام جانتے تھے۔ صفر کو اس لئے صفر کہتے ہیں کہ جب اس ماہ کا نام رکھنے کا مسئلہ درپیش ہوا تو اس وقت لوگ بکثرت بیمار تھے۔ اور بوجہ بیماری کے ان کے چہرے زرد رنگ کے ہو گئے تھے۔ اس لئے اس کا نام ... اور صفر کے معنی زرد رنگ کے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اس ماہ میں محرم گذرنے کی وجہ سے قتال بالکفار حلال ہونے کی وجہ سے ابلیس اور اس کے لشکر کے چہرے مارے ڈر کے زرد ہو گئے۔ اس لئے اس کا نام صفر پڑ گیا۔

ربیع الاول

ربیع الاول کے معنی موسم بہار کے ہیں جس کو موسم خریف بھی کہتے ہیں تو جب صفر کے بعد کے مہینہ کی باری آئی اس وقت موسم خریف کا آغاز تھا۔ اس لئے اس کا نام ربیع الاول اور اس کے بعد جو دوسرا مہینہ آیا وہ موسم خریف یا بہار کے آخر میں آیا۔ اس کا نام ربیع الآخر تجویز ہوا۔ اس کے بعد جو مہینہ آیا وہ سردیوں کا موسم تھا اس میں بوجہ سردی کی شدت کے پانی جم جاتا تھا۔ اس لئے اس کا نام جمادی الاولیٰ اور اس کے بعد کے مہینہ کا نام جمادی الاخریٰ رکھا گیا۔ اس لئے کہ دوسرا مہینہ بھی پہلے کی طرح سخت سردیوں میں تھا۔ رجب کے معنے تعظیم کے ہیں۔ ایام جاہلیت میں لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے اس لئے اس کا نام رجب رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد کے مہینہ کا نام شعبان اس لئے رکھا کہ اس میں عرب کے قبائل زمین میں اس کی مختلف سمتوں کی طرف اپنی حاجات فراہم کرنے کے لئے متفرق ہوتے تھے۔ یا اس لئے اس کا یہ نام تجویز ہوا کہ اس میں عالم دنیا میں خیر کثیر متفرق اور پراگندہ ہوتی ہے رمضان جس کے معنی سخت گرمی کے ہیں۔ یہ نام اس مہینہ کا جو شعبان کے بعد آیا۔ اس لئے مقرر ہوا کہ نام رکھنے کے وقت وہ سخت گرمی میں آیا۔ یا اس کا نام اسلئے رمضان ہوا کہ اس میں عبادات اور توبہ و استغفار کی گرمی سے گناہ جل جاتے ہیں۔

اس کے بعد جو مہینہ آیا اس کا نام شوال رکھا گیا اس لئے کہ شوال کے معنے نکلنے کے ہیں۔ اہل عرب اس مہینے میں اپنی جگہوں اور گھروں سے باہر نکل آتے تھے یا اس لئے اس کا نام شوال ہوا کہ وہ اس موسم میں جس میں یہ مہینہ آیا، شکار کے لئے باہر نکلتے تھے۔ اور لغات عرب میں شوال شکار کھیلنے کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اس کے بعد جو مہینہ آیا اس کا نام ذی قعدہ ہے جس کے معنے بیٹھنے والے کے ہیں۔ اس لئے رکھا کہ اس ماہ میں لوگ اپنے گھروں میں لڑائی اور جنگ وجدال سے بیٹھے رہتے تھے۔ اس کے بعد جو مہینہ آیا چونکہ لوگ اس میں حج کرتے تھے اس لئے اس کا نام ذوالحج رکھا گیا۔

محمد بن محمود قزوینی نے اپنی کتاب میں اس سے جو بستان العارفین سے منقول ہوا زیادہ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

محرم:۔ (حرام کیا گیا یا حرمت وعظمت والا)

اس ماہ کو اس لئے محرم کے نام سے نامزد کیا گیا ہے کہ اس میں جنگ حرام ہے۔ بادشاہان عرب یکم محرم کو بڑا دن جانتے تھے۔ اس دن وہ بڑے کروفر سے دربار لگاتے اور اپنی رعایا پر اپنی شان و شکوہ کا اظہار کرتے اور ان سے سلامی لیتے اور تحائف و ہدایا قبول کرتے۔ جس طرح اہل فارس کے نزدیک ان کے سال کا پہلا دن نیروز ہے۔ بالکل ٹھیک اسی طرح اہل عرب کے بادشاہوں کے نزدیک محرم کا پہلا دن تھا۔ اس ماہ کے ساتویں دن حضرت یونس علیہ السلام کو شکم ماہی سے نجات ملی۔ ایک روایت کے مطابق اس واقعہ کو ذوالحج کی ۳ تاریخ

کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس ماہ کا دسواں دن تمام قوموں میں بڑا سمجھا گیا ہے۔ اس کو عربی میں عاشورہ کہتے ہیں۔ اس دن کی فضیلت اس لئے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی۔ اور اس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ اللہ تعالےٰ نے آگ کو ٹھنڈا کیا اور اسے سلامتی بنایا۔ جیسا کہ رب تعالےٰ نے فرمایا:۔

قلنا یانار کونی بردا وسلاما علیٰ ابراھیم

اس دن یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب اٹھایا گیا۔ اور یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی۔ اور یوسف علیہ السلام کنوئیں کی قید سے باہر آئے۔ اور سلیمان علیہ السلام کو ان کا ملک واپس دیا گیا اس کے بعد کہ وہ لے لیا گیا تھا۔ اس دن زکریا کی دعا قبول ہوئی اور اللہ نے انہیں یحییٰ جیسا بیٹا عطا کیا۔ اس دن موسےٰ علیہ السلام جادوگروں پر غالب آئے جب آپ کا ان سے مقابلہ ہوا۔ اس واسطے اس دن کو یوم زینت بھی کہا گیا ہے۔ اس دن یہودی صاف اور اجلے کپڑے پہنتے ہیں اور زیب وزینت میں مبالغہ کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف تشریف لائے تو یہودیوں کو یوم عاشورہ میں روزے سے پایا۔ آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالےٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسےٰ علیہ السلام کو نجات دی اس لئے اس کے شکر میں ہم روزہ رکھتے اور خوشی مناتے ہیں۔

آپ نے فرمایا میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں۔ آئندہ آپ نے بھی روزہ رکھا

اور اپنے اصحاب کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اسی دن میدان کربلا میں حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام نے جام شہادت نوش فرمایا۔ چونکہ بظاہر اس واقعہ کے ظہور سے بنوامیہ کی فتح ہوئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے انہوں نے اس دن کو یوم عید مقرر کیا۔ انہوں نے بھی یہودیوں کی طرح اس دن پر تکلف لباس پہنا اور خوشی کا اظہار کیا۔ لیکن اظہار مسرت کیلئے دونوں قوموں کے سبب جدا جدا ہے۔ یہودیوں کی خوشی برموقع تھی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی نعمت کا شکر کرتے تھے۔

بنوامیہ کی خوشی بے موقع اور بے محل ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں۔ اگرچہ اس دن ہر سال سوگ کرنا ماتم کرنا سینہ کوبی کرنا سخت منع ہے لیکن قصداً اس دن کو یوم عید بنانا بھی اچھا نہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے حال پر رہیں۔ نہ رنج و غم کا تصور کریں نہ خوشی کا۔ فرقۂ شیعہ بتکلف اس دن سوگ مناتے ہیں اور ہر سال نوحہ اور سینہ کوبی کرتے ہیں۔ یہ بھی صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ جنہوں نے اس کو یوم عید بنایا ہے وہ بھی راہ حق سے دور ہیں۔ ہم اہل سنت و جماعت ان دونوں فرقوں کے مقتضیات سے جدا ہیں۔ اور یہی راہ ان لوگوں کی ہے جن پر اللہ کا انعام بے پایاں ہے اہل سنت و جماعت کی بعض روایات میں یوم عاشورہ میں آنکھوں میں سرمہ لگانا مفید بتایا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سے سال بھر میں آنکھیں نہیں دکھتیں۔ ۱۶ محرم کو بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا اور ۱۷ کو اصحاب فیل ہلاک ہوئے۔

صفر کے معنے خالی کے ہیں۔ یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اس مہینہ میں محرم کی پابندی رفع ہو جانے کے بعد اہل عرب اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے گھروں سے باہر نکلتے اور گھر خالی ہو جاتے۔

جمہور کا قول ہے اس ماہ میں حرکت کرنے سے بیٹھ رہنا بہتر ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا جو مجھ کو صفر گذر جانے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ اس کا یوم اول بنوامیہ کے لئے عید کا دن ہے اس لئے کہ اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک دمشق میں داخل ہوا تھا۔ اور اس کی بیس کو آپ کا سر مبارک جسم اقدس سے جوڑ کر دفن کیا گیا ہاں دن نے بعد اس کے اس نے ایک ماہ پندرہ دن سبز لباس پہنا تھا اس دن سیاہ لباس پہنا۔ اس کی ۲۳ تاریخ کو بنی ہاشم کو حکومت ملی اور سفاح خلافت کے لئے بیٹھا اور ۲۴ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر کے ساتھ غار میں داخل ہوئے۔

ربیع الاول ۳

ربیع کے معنے بہار کے ہیں۔ اس ماہ کا نام ربیع اس لئے رکھا گیا کہ لوگ اس میں آرام کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں اور گھروں میں قیام کرتے ہیں۔ یہ مہینہ بڑی برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس میں اہل عالم پر خیرات و سعادت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس کی بعض تاریخوں میں بعض اہم امور ذکر کئے گئے ہیں مثلاً آٹھ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ دس میں آپ نے سیدۃ النساء حضرت خدیجہؓ

کو شرف زوجیت سے نوازا۔ ۲۰ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی۔

ربیع الآخر ۴

اس ماہ کی تیسری تاریخ کو جبکہ ابن زبیر بیت اللہ میں محصور ہوا۔ حجاج ابن یوسف نے بیت اللہ میں آگ کے گولے پھینکے جس سے بیت اللہ شریف جل گیا اس کی چودہ تاریخ کو نماز فرض ہوئی۔ (یہ بھی ایک روایت ہے۔ بہت صحیح بات یہ ہے کہ نماز رجب میں فرض ہوئی ہے) اکیس تاریخ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے غزا کی۔ یعنے ان سے لڑائی کی۔

جمادی الاولیٰ ۵

اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر بستان العارفین کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے۔ اس کی آٹھ تاریخ کو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اور ۵ کو جنگ جمل ہوئی۔

جمادی الآخر ۶

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اکثر حوادث عجیبہ اس ماہ میں واقعہ ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا جمادی کے مہینوں اور رجب کے مابین۔ رجب کے یوم اول میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر فرشتہ کا پہلی بار نزول ہوا ۱۸ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ۹ر کو امام جعفر صادق متولد ہوئے۔ ۱۴ر کو موسےٰ بن جعفر پیدا ہوئے۔ اور ۵ کو ابن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی حدیث کے مطابق جو انہوں نے ان سے سنی تھی، بیت اللہ شریف کو گرایا۔ اور پھر اس کی از سر نو تعمیر کروائی۔

رجب ۷

———— یہ مہینہ بڑی عظمت والا مہینہ ہے۔ اس کو اصم بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ کسی فریادی کی آواز سننے سے بہرہ ہے۔ اس مہینہ میں کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں کرتا کہ کوئی فریاد کرے

بعض نے اس کے اصم ہونے کی یہ توجیہہ کی ہے کہ اس میں ہتھیاروں کی آواز نہیں سنی جاتی۔ یعنے اس میں لوگ باہم لڑائی کرنے سے باز آجاتے ہیں۔ اور اس لئے کہ اس میں رب تعالےٰ اپنے بندوں پر رحمت کے دریا بہاتا ہے۔ اصب بھی کہتے ہیں۔ اس کے فضائل حدیثوں میں بکثرت مذکور ہیں۔ اس میں طاعات و عبادات مقبول اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ ایام جاہلیت میں ظالم کی ہلاکت کی دعا کرنے کے لئے اس ماہ کا انتظار کیا جاتا تھا۔ اور جب مظلوم اس مہینہ میں ظالم کی تباہی کی دعا کرتا تو وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا۔ اس کی پہلی تاریخ میں حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے۔ ۴ میں جنگ صفین ہوئی۔ ۱۰ میں ایک روایت کے مطابق امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے ۲۷ر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج ہوئی۔ ۲۸ر میں آپ کی بعثت ہوئی۔

شعبان ۸

اس کی وجہ قریب قریب وہی ہے جو اس سے قبل بستان العارفین سے ذکر ہوئی۔ اس ماہ کی ۳ میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے۔ ۱۰ میں لیلۃ الصک یعنے نصف شعبان کی رات جس کو شب برأت کہتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالےٰ اپنی خاص نوازش سے بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے مطابق گنہگار دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ ۱۶ میں قبلہ کی تحویل ہوئی۔

رمضان ۹

اس کی وجہ بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ یکم رمضان کو جنت کے دروازے کھولے اور دوزخ کے بند کئے جاتے ہیں۔ شیاطین کو زنجیروں میں باندھا جاتا ہے۔ یا قید کر دیا جاتا ہے۔ ۳ر کو ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے۔ ۴ر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزول قرآن کا آغاز ہوا۔ ۷ر کو موسےٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی۔ ۸ کو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر اللہ کی کتاب انجیل کا نزول ہوا۔ ۲۱ کو مکہ فتح ہوا۔ ایک روایت کے مطابق یہی رات لیلۃ القدر کی رات ہے۔ ایک روایت میں رمضان کی ۲۳ شب لیلۃ القدر ہے ۲۵ کو دولت عباسیہ کا خراسان میں ظہور اور غلبہ ہوا۔ ۲۷ کو جنگ بدر ہوئی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق ستائیسویں شب لیلۃ القدر کی شب ہے اس کے آخری دن میں اللہ تعالےٰ اتنے گنہگار آزاد کرتا ہے۔ جتنے اس نے شروع رمضان سے لے کر اس آخری دن تک آزاد کئے۔

شوال ۱۰

اس کے نام کی وجہ بھی قریباً وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ یہ مہینہ حج کے مہینوں کا پہلا مہینہ ہے۔ اس کا پہلا دن عید الفطر کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اس دن اہل اسلام فریضہ روزہ سے فراغت پانے پر خوشی اور رب تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس دن کو یوم رحمت بھی کہا گیا ہے اس لئے کہ اس دن رب تعالےٰ اپنے بندوں پر بہت رحم فرماتا ہے۔ اس دن اللہ تعالےٰ نے شہد کی مکھی کی طرف شہد کی صنعت کی وحی فرمائی۔

یعنے اس کو الہام کیا۔ اس کی چوتھی تاریخ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نصاریٰ سے مباہلہ فرمانے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ۱۷ر میں غزوہ احد کا ظہور ہوا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔ ۲۵ سے آخر تک نحس دن ہیں۔ ان دنوں میں اللہ تعالےٰ نے قوم عاد کو ان کے تمرد اور سرکشی کے سبب سے ہلاک کیا۔

ذیقعدہ ۱۱

اس کی وجہ بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ اس کی بعض تاریخوں کے اہم واقعات یہ ہیں کہ اس کی پہلی تاریخ کو حضرت موسےٰ علیہ السلام سے تین راتوں تک کے لئے طور پر آنے کا وعدہ لیا گیا۔ ۵ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کی معاونت سے بیت اللہ کی بنیاد رکھی۔ ۷ر کو موسےٰ علیہ السلام کے لئے دریا پھاڑا اور فرعون سے نجات دی۔ ۱۴ کو یونس علیہ السلام شکم ماہی سے باہر آئے۔ ۱۹ر کو اللہ تعالےٰ نے یونس کو دھوپ کی گرمی سے بچانے کے لئے کدو کا درخت پیدا فرمایا تاکہ آپ اس کے سایہ میں آرام فرما سکیں۔

ذوالحج ۱۲

اس کا نام اس لئے ذوالحج ہے کہ اہل اسلام اس ماہ میں فریضہ حج بجا لاتے ہیں۔ اس کے پہلے عشرہ کو قرآن میں ایام معلومات کہا گیا ہے۔ یہ مہینہ اللہ تعالےٰ کو بہت محبوب ہے۔ اس کی پہلی تاریخ کو حضرت علی کا فاطمہ سے نکاح ہوا۔ ۸ کو یوم ترویہ ہے اس میں مکہ والے اپنے مشکیزے پانی سے بھر کر حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اور ان کو سیراب کرتے ہیں۔ ۹ر کو یوم عرفہ اور ۱۰ر کو یوم نحر کہتے ہیں۔ اس دن میں

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ایک مینڈھے سے دیا گیا۔ ان دس دنوں کے بعد سترھویں تک کے ایام تشریق ہیں۔ جن میں ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت سے پڑھی جائے۔ ایک بار تکبیر کہنا واجب اور تین بار مستحب ہے۔

تنبیہ

اوپر کی تشریح و توضیح سے قارئین پر واضح ہوا کہ ہمارے وہ دینی امور جو وقت اور زمانے کی قید سے مقید ہیں ان کا تعلق قمری یعنی عربی مہینوں سے ہے ہندی یا انگریزی مہینوں سے نہیں۔ مثلاً روزہ کی فرضیت رمضان کے مہینہ پر مبنی ہے اور حج کی فرضیت ذوالحج پر۔ اگرچہ یہ مہینے انگریزی یا دیسی مہینوں میں سے کسی مہینہ میں آ جائیں۔ کئی اسلامی وقائع بھی انہیں مہینوں کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً یوم عید میلاد النبی ربیع الاوّل میں اور حضرت غوث الاعظم جیلانی کا سالانہ عرس شریف ربیع الثانی میں۔ معراج شریف رجب میں شب برات شعبان میں، لیلۃ القدر رمضان میں، ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس مہینے کو یاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی ان مہینوں کی تعلیم دیں۔ اور جو خواص و عبادات ان مہینوں سے وابستہ ہیں وہ ان کے ذہن نشین کرائیں۔ ہمارے سکولوں میں اس تعلیم کا خاص انتظام و اہتمام ہونا چاہیئے۔ شائد اب ہو جائے اس لئے کہ اب ہماری حکومت نے اسلامی سربراہی کانفرنس کے نتیجہ میں عوام کو عربی زبان کی تعلیم دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور بعض جگہوں میں سُنا ہے کلاسیں بھی کھول دی ہیں۔ اور عرب ممالک خصوصاً مصر جہاں اسلامی یونیورسٹی جامع اظہر ہے حکومت کے اس منصوبے کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ہر طرح کی امداد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ ورنہ ہمارے ملک میں جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اور اس کا سرکاری مذہب بھی صرف دین اسلام ہے بچے تو کہیں رہے عمر رسیدہ لوگوں کو بھی عربی مہینوں کے نام نہیں آتے۔ دیہات میں دیہاتی لوگوں کو ہندی مہینے ازبر ہیں۔ مگر عربی مہینوں کو نہیں جانتے۔ یہاں تک کہ اگر کہا جائے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رجب میں معراج ہوئی تو وہ پوچھتے ہیں رجب کس مہینہ کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں انگریزی یا ہندی مہینہ کا نام بتایا جائے کہ معراج کب ہوئی۔ اگر ہمارے ملک میں عام دینی و دنیوی امور انہیں مہینوں کے ساتھ ہونے لگیں تو ہمارے عوام اسلام اور عرب ممالک سے اور زیادہ قریب ہو جائیں گے۔ بلکہ ان کے اور ہمارے درمیان ہم آہنگی اور وحدت و اخوت کا رنگ اور زیادہ صاف اور روشن ہو جائے گا۔ اس لئے سعودی عرب اور شائد عرب ممالک میں تمام سرکاری اور غیر سرکاری کام عربی مہینوں سے ہی ہوتے ہیں۔ بلکہ عرب ممالک سے اور زیادہ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ہمیں

بقیہ ص ۲۰ پر

ماخوذ از مکتوبات شریعت

تعلیم مجدّد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ

ردِّ بدعت میں

رہنمایانِ دین جو صراطِ مستقیم اور طریق حق کے لئے اپنے علم و عمل کی جہت سے روشن چراغ ہیں۔ اور گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے اور روشنی میں لانے کے لئے آفتاب و مہتاب سے کم نہیں۔ وہ اپنی زبان اور عمل سے وہی دکھاتے ہیں جو دین ہے یا جس سے رب تعالٰے کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہوتی ہے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ ان بزرگوں سے ظاہری ادب اور احترام تک تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے اقوال و اعمال کو مشعل راہ نہیں بناتے۔ دین میں شریعت میں حلال و حرام میں ان کی تقلید نہیں کرتے۔ صورت پہ فریفتہ ہیں۔ سیرت سے محبت اور پسندیدگی کا کوئی مظاہرہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں جو ان کی معیت کا حکم فرمایا ہے تو اس کا صرف یہی مطلب نہیں کہ ظاہری اور جسمانی طور پر ان کے ساتھ رہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سیرت اور کردار کو اپنا کر دین میں ان کا سا رنگ اختیار کریں۔ معتقدین و مریدین کا تعلق اور وابستگی اپنے شیخ اور پیر سے ایسی ہونی چاہیئے جیسی آئینہ دیکھنے والے کی آئینہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

شیخ اپنے مرید کے لئے اس کے احوال و عقائد اور اعمال سنوارنے کے لئے بمنزلہ آئینہ کے ہیں۔ ہر مرید کا فرض ہے کہ اپنے باطن کے چہرے کو اپنے شیخ کے باطن یا اس کی سیرت یا عمل و کردار کے چہرے میں دیکھے اور جو نقص یا عیب اپنے میں نظر آئے اس کو دور کرے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایماندار ایمان دار کے لئے آئینہ ہے۔ یعنے وہ اپنے عملی حسن و قبح کو اپنے پیر یا رہنما کے عمل و کردار میں دیکھ سکتا ہے۔ رہنمایان دین کے متبعین وہی لوگ ہیں جو ان کی دین و عمل میں اتباع کرتے ہیں۔ آج اپنے بزرگوں کا یوم منانے کا بہت رواج ہو گیا ہے اور دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس کا مقصد بھی عموماً بزرگوں کے تقدس اور ان کے فضائل و کرامات کے بیان کرنے تک محدود ہوتا ہے۔ یا موجودہ دور کی سیاست پر ان کے بعض اقوال اور عملی پہلوؤں کو منطبق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ دنیا کی سیاست میں ان کا کوئی برتر مقام متعین ہو جائے اور جو عوام دین کی جہت سے نہیں وہ ملکی یا دنیوی سیاست کی جہت سے ان کے گرویدہ اور معتقد

ہو جائیں۔ حالانکہ ان کا دنیا اور اس کی سیاست سے
کوئی لگاؤ نہیں۔ وہ ہمارے دین کے امام ہیں دنیا
کے نہیں۔ اگر دنیا میں ان کا قول قابل تسلیم ہے تو وہ
بھی دین اور شریعت کی جہت سے نہ کہ محض دنیا کی
جہت سے۔ بزرگوں کا یوم منانے کے لئے لازم ہے
کہ وہ ان کا عملی پہلو اجاگر کریں اور حاضرین وسامعین
سے اس بات کا عہد لیں کہ وہ ان کی اقتدا کرتے ہوئے
ان کے مشن کو زندہ کریں گے۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا جس دور میں میری سنت مردہ ہو
جائے اس دور میں جو اس کو زندہ کرے گا یعنے اس پر
عمل کرے گا اور لوگوں کو بھی عمل کرنے کا حکم دے گا
اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی شخصیت بھی
ان حضرات میں شمار ہوتی ہے جنہوں نے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی سنتوں کو اجاگر کیا۔ اور
بدعات جو لوگوں نے ہوائے نفس سے پیدا کر لی تھیں
ان کا سدباب کیا اور ان کے خلاف مکمل جہاد کیا۔ اور
قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں۔ اور حکومت اور جابر
جابر بادشاہ سے ٹکر لی اور خلاف دین رسوم کو جڑ
سے اکھاڑ پھینکنے کی سعی بلیغ فرمائی۔ آپ کا جب یوم
منایا جائے تو آپ کی تعلیم، لوگوں کے سامنے رکھنی
ضروری ہے۔ تاکہ لوگوں کو اپنی کوتاہی کا علم ہو اور
ان کے راستے پر چلنے کی توفیق ہو۔ ذیل میں آپ کے
مکتوبات کے چند اقتباسات بدعت کی بابت درج
کرتے ہیں۔ اس سے آپ سے عقیدت رکھنے
والوں پر یہ حقیقت واضح ہو گی کہ آپ کو سنت سے
شیفتگی اور بدعت سے کتنی نفرت تھی۔

گوہر

سنت اور بدعت دونوں پوری طرح ایک دوسرے
کی ضد ہیں۔ ایک کی بقاء دوسرے کی فنا کو لازم ہے
پس ایک کا زندہ کرنا دوسرے کا مارنا ہے۔ یعنے
سنت کا زندہ کرنا بدعت کو فنا کرنا ہے اور بالعکس
یعنے بدعت خواہ اس کو حسنہ کہیں یا سیئہ
اس سے سنت کا ترک کرنا لازم ٹھہرتا ہے شاید
حسن اضافی کو پیش نظر رکھا گیا ہوگا۔ کیونکہ حسن مطلق
کا وہاں کوئی مقام نہیں ہے۔ تمام سنتیں اللہ تعالےٰ
کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہیں اور ان کی ضدیں
یعنے بدعتیں شیطان کی پسندیدہ ہیں۔ آج یہ بات
بدعت کے پھیل جانے کی وجہ سے اکثر لوگوں کو ناگوار
معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کل انہیں معلوم ہو جائے گا
کہ ہدایت پر کون ہے؟ ہم یا وہ؟

منقول ہے کہ حضرت مہدی رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حکومت کے زمانہ میں جب دین کو رواج دیں
گے اور سنت کا احیاء کریں گے۔ تو مدینے کا عالم جس
نے بدعت پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنا لیا ہو گا
اور اسے حسن خیال کر کے دین کے ساتھ (جزو)
ملایا ہو گا۔ تعجب سے کہے گا کہ اس شخص (مہدی)
نے ہمارے دین کو برباد کر دیا ہے۔ تباہ کر دیا ہے
اور مذہب و ملت کو فنا کر دیا ہے۔ حضرت مہدی

اس بدعتی عالم کے قتل کا حکم صادر فرمائیں گے کیونکہ وہ اس کے حسنہ کو سیئہ خیال کریں گے۔ آپ نے ملا احمد برکی کو یوں لکھا ہے۔ ایسے مقامات میں جہاں کفر کا دور دورہ ہو اور بدعتیں جاری ہوں علوم شرعیہ کی تعلیم دیں۔ اور فقہی احکام کو پھیلائیں کیونکہ یہی دونوں اصل مقصود ہیں۔ اور ان ہی پر ترقی و نجات کا انحصار ہے۔ ملا صاحب نے اس مکتوب کو حرز جاں بنایا اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔

"در احادیث صحاح آمدہ است کہ ہر کہ احیاء سنت نماید بعد ازاں کہ عمل بآں سنت مرتفع شدہ باشد آں کس را ثواب صد شہید است ازیں جا بزرگی ایں عمل را دریا بند اماں ایں قدر دقیقہ رعایت کنند کہ کار بہ فتنہ نکشد۔ یک حسنہ باعثِ ظہور بسیار سیئہ نگردد کہ آخر الزماں است و اوان ضعفِ اسلام۔"

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ صحاح کی حدیثوں میں آیا ہے کہ جو سنت زندہ کرے اس کے بعد کہ اس پر عمل کرنا متروک ہو گیا ہے اس کو ثواب سو شہید کا ہے اس جگہ سے اس عمل کی فضیلت اور بزرگی کو جانیں لیکن اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ کام فتنہ و فساد کا باعث نہ بن جائے۔ یعنی ایک نیکی کئی برائیوں کا موجب نہ ہو۔ یہ آخیر زمانہ ہے اور اسلام کی کمزوری کا وقت ہے۔

نقشبندیہ حضرات نے سنت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے۔ بدعت سے اجتناب کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان کو متابعت کی دولت میسر ہو اور احوال نہ رکھتے ہوں تو بھی خوش ہیں۔ اور اگر احوال ہوں اور متابعت میں کوئی نقص ہو تو ان احوال کو پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں نے سماع و رقص کو جائز نہیں سمجھا بلکہ ذکر جہر کو بھی بدعت مان کر اس سے منع کیا ہے اور جو ثمرات اور فائدے اس کا نتیجہ ہیں ان کی طرف ملتفت نہیں ہوتے۔ ایک دن میں حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں مجلس طعام میں حاضر تھا شیخ کمال نے جو حضرت خواجہ کے مخلص دوستوں میں سے تھا کھانا شروع کرتے وقت حضرت ایشاں کے حضور میں بسم اللہ بلند آواز سے کہا۔ اس پر حضور بہت ناخوش ہوئے اور یہاں تک کہ اسے جھڑکا۔ اور فرمایا اس سے کہہ دو کہ ہماری مجلس طعام میں حاضر نہ ہوا کرے اور میں نے حضرت ایشاں سے سُنا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ علماء بخارا کو اپنے ساتھ لے کر حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں گئے تاکہ انہیں ذکر جہر سے منع کریں۔ علماء نے حضرت امیر کی خدمت میں عرض کی کہ ذکر جہر بدعت ہے نہ کیا کریں۔ انہوں نے جواب میں یہ فرمایا کہ نہیں کریں گے۔

(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)

بدعت سے بچئے اگرچہ بدعت صبح کے نور

ی طرح روشن ہو۔ حقیقت میں اس کی کوئی روشنی اور نور نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس میں بیماری کی دوا ہے۔ بدعت دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو سنت کو دور کرنے والی ہوگی یا اس سے سکوت کرنے والی ہوگی ساکت ہونے کی صورت میں یقیناً سنت پر زائد ہوگی۔ اور یوں اس پر ناسخ ہے کیونکہ نص پر زیادتی اس کی تنسیخ کا حکم رکھتی ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی بدعت سنت کی نقیض ہے۔ ہائے افسوس! انہوں نے دین اور پسندیدہ اسلام میں جس میں نعمت تمام ہو چکی ہے بدعت محدثہ کے حسنہ ہونے کا حکم کیسے دیا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ دین کے اکمال و اتمام اور رضاء کے حاصل ہونے کے بعد دین میں کوئی نئی بات پیدا کرنا حسن سے کوسوں دور ہے۔

حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ اگر یہ لوگ جانتے کہ دین میں امر محدثہ کو حسن کہنا دین کی بغیر کاملیت کی دلیل ہے اور نعمت کی ناتمامی کا اظہار ہے تو ہرگز اس قسم کی دلیری نہ کرتے ربنا لا تو آخذنا۔۔۔۔۔

(مکتوب دفتر دوم مکتوب نمبر ۲۳)

سنت عہد نبوت کی دوری کے باعث پوشیدہ ہو رہی ہے اور بدعت جھوٹ کے فروغ کی وجہ سے نمایاں ہو رہی ہے۔ بدعت کا جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے گرانے کا باعث ہے

بدعت دین کو کاٹنے والی کلہاڑی ہے اور سنت چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ بدعت کا دور کرنا اسلام کی تقویت کے

لئے لازمی ہے۔ خدا تعالےٰ علماء وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کو حسنہ کہنے کی جرأت نہ کریں۔ گذشتہ زمانے میں اسلام قوی تھا اس لئے بدعت کی تاریکی کو اٹھا سکتا تھا اور ہو سکتا ہے کہ بعض بدعتوں کے ظلمات نور اسلام کی چمک میں نورانی نظر آتے ہوں اور حسن کا حکم پا لیتے ہوں لیکن اب حالت دگرگوں ہے صوفیہ وقت بھی اگر انصاف سے کام لیں تو انہیں سوائے سنت کے کسی امر میں اپنے پیروں کی تقلید نہیں کرنی چاہیے اور اپنے شیخوں کا بہانہ کر کے بدعت پر عمل نہ کریں۔ (مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۵۵)

سب سے اعلیٰ نصیحت سعادت مند دوستوں کے لئے یہ ہے کہ سنت کی متابعت کریں اور بدعت سے بچیں جو شخص کسی متروک سنت کو زندہ کرے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے تو معلوم کرنا چاہیے کہ جب کوئی فرض یا واجب کو زندہ کرے تو اس کا اجر کتنا ہوگا۔

(مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۸۷)

ارتحال

غلام مصطفیٰ خاں والد محمد حنیف خاں صاحب گوبند پور ضلع ساہیوال بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

ابوضیاء غلام رسول گوہر

محمد محمد پکارے چلا جا
شب و روز یونہی گذارے چلا جا

کٹھن راستہ ہے وہاں پہنچنے کا
کسی راہبر کے سہارے چلا جا

سمندر ہے حائل ترے راستے میں
مگر تو کنارے کنارے چلا جا

وہ محراب و منبر وہ روضہ کی جالی
تو کرتا ہوا یہ نظارے چلا جا

تمنائیں بر آئیں گی تیری اک دن
تو زلفِ محبت سنوارے چلا جا

اگر عشقِ احمد میں تو جیت چاہے
متاعِ خرد کو تو ہارے چلا جا

مدینہ نبی کا قریب آ رہا ہے
خوشی سے تو سینہ ابھارے چلا جا

نگاہِ کرم سے نوازیں گے تجھ کو
فقیروں کا تو روپ دھارے چلا جا

نہیں پاس تیرے اگر پیسے گوہر!
تو لے کر کسی سے ادھارے چلا جا

ابوضیاء غلام رسول گوہر

شرح اسماء الحسنیٰ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام ہیں: ایک روایت میں ایک کم سو۔ بیشک وہ طاق ہے۔ طاق کو پسند کرتا ہے۔ جس نے ان ناموں کو یاد کیا جنت میں داخل ہوا۔ وہ اسماء مندرجہ ذیل ہیں:۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَلْمَلِکُ اَلْقُدُّوْسُ اَلسَّلَامُ

اَلْمُؤْمِنُ اَلْمُھَیْمِنُ اَلْعَزِیْزُ اَلْجَبَّارُ اَلْمُتَکَبِّرُ اَلْخَالِقُ اَلْبَارِیُ اَلْمُصَوِّرُ اَلْغَفَّارُ اَلْقَھَّارُ

اَلْوَھَّابُ اَلرَّزَّاقُ اَلْفَتَّاحُ اَلْعَلِیْمُ اَلْقَابِضُ اَلْبَاسِطُ اَلْخَافِضُ اَلرَّافِعُ اَلْمُعِزُّ اَلْمُذِلُّ

اَلسَّمِیْعُ اَلْبَصِیْرُ اَلْحَکَمُ اَلْعَدْلُ اَللَّطِیْفُ اَلْخَبِیْرُ اَلْحَلِیْمُ اَلْعَظِیْمُ اَلْغَفُوْرُ اَلشَّکُوْرُ

اَلْعَلِیُّ اَلْکَبِیْرُ اَلْحَفِیْظُ اَلْمُقِیْتُ اَلْحَسِیْبُ اَلْجَلِیْلُ اَلْکَرِیْمُ اَلرَّقِیْبُ اَلْمُجِیْبُ اَلْوَاسِعُ

اَلْحَکِیْمُ اَلْوَدُوْدُ اَلْمَجِیْدُ اَلْبَاعِثُ اَلشَّھِیْدُ اَلْحَقُّ اَلْوَکِیْلُ اَلْقَوِیُّ اَلْمَتِیْنُ

اَلْوَلِیُّ اَلْحَمِیْدُ اَلْمُحْصِیُ اَلْمُبْدِیُ اَلْمُعِیْدُ اَلْمُحْیِیُ اَلْمُمِیْتُ اَلْحَیُّ اَلْقَیُّوْمُ اَلْوَاجِدُ

اَلْمَاجِدُ اَلْاَحَدُ اَلصَّمَدُ اَلْقَادِرُ اَلْمُقْتَدِرُ اَلْمُقَدِّمُ اَلْمُؤَخِّرُ اَلْاَوَّلُ اَلْاٰخِرُ

اَلظَّاھِرُ اَلْبَاطِنُ اَلْوَالِیُ اَلْمُتَعَالِیُ اَلْبَرُّ اَلتَّوَّابُ اَلْمُنْتَقِمُ اَلْعَفُوُّ

اَلرَّءُوْفُ مَالِکُ الْمُلْکِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَلْمُقْسِطُ اَلْجَامِعُ اَلْغَنِیُّ

اَلْمُغْنِیُ اَلْمَانِعُ اَلضَّارُّ اَلنَّافِعُ اَلنُّوْرُ اَلْھَادِیُ اَلْبَدِیْعُ اَلْبَاقِیُ اَلْوَارِثُ اَلرَّشِیْدُ

اَلصَّبُوْرُ

اَللّٰہُ

یہ اسم اس ذات کا ہے جو وجود حقیقی میں منفرد اور صفات الوہیت و ربوبیت سے متصف ہے۔ جس کے سوا جہاں میں کوئی موجود حقیقی نہیں۔ جو بھی کوئی وجود یا ہستی سے دم مارتا ہے وہ باطل اور فانی ہے۔ یہ اسم شریف تمام اسماء حسنے سے اعظم ہے اس کی چند وجوہات ہیں۔

۱۔ یہ اللہ کی ذات پر اس طرح دلالت کرتا ہے جس طرح علم کسی چیز کی ذات پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ یہ اسم ان تمام معانی و صفات پر دلالت کرتا ہے جن سے اللہ متصف اور ان میں منفرد اور یگانہ ہے۔

۳۔ باقی اسماء کے احاد، احاد معانی پر ہی دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً رحیم صرف رحمت پر اور قدیر صرف قدرت پر اور علیم صرف علم پر بخلاف اللہ کے یہ ان تمام معانی پر دلالت کرتا ہے جن پر باقی اسماء نے جدا جدا دلالت کی ہے۔

۴۔ یہ اسم شریف اس سے مستغنی اور بے نیاز ہے کہ اس کی تعریف باقی اسماء کی اضافت سے کی جائے کیونکہ یہ بہت مشہور ہے۔ مثلاً یہ نہیں کہا جائے گا اللہ اسم صبور و شکور: اللہ صبور یا شکور کا نام ہے لیکن باقی اسماء کی تعریف اسم اللہ کی اضافت سے ہوتی ہے۔ مثلاً کہا جائے گا کہ صبور اور شکور اور قدیر اور علیم اللہ کے نام ہیں۔

۵۔ اسم اللہ۔ اللہ کی ذات کے سواء کسی اور پر بولنا منع ہے۔ بخلاف دیگر اسماء کے ان کا اطلاق اللہ کے غیر پر جائز ہے اس لئے کہ ان اسماء کے معانی اللہ کے غیر میں متصور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ کا مفہوم اس کے غیر میں ہرگز متصور نہیں ہو سکتا۔ مثلاً رحم، کرم، قدرت۔ علم۔ حلم وہ اوصاف ہیں جو اللہ کے غیر میں بھی ہوتی ہیں۔ اس جہت سے اس کا غیر بھی رحیم کریم قدیر علیم حلیم ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ان اسماء کے اللہ کے غیر پر اطلاق کیوجہ وہ نہیں جو اللہ تعالےٰ کی ذات پر اطلاق کرنے کی ہے۔ ان دونوں کے مابین بے انتہا فرق ہے یا اس طرح سمجھو کہ اللہ کا اطلاق اس کے غیر پر نہ حقیقتاً جائز ہے نہ مجازاً بخلاف باقی اسماء کے کہ ان کا اطلاق اس کے غیر پر مجازاً درست ہے۔

اسم اللہ سے بندے کا حصہ

اس اسم کا تقاضا اور موجب یہ ہے کہ بندہ یہ یقین کرے کہ اس کا ماسوا ہالک وہ باطل اور فانی ہے اور وہ اس قابل نہیں کہ اس کو دیکھا جائے۔ یا اس کی طرف التفات کیا جائے اور اس کی ذات ہیں کہ وہ موجود حقیقی اور واجب الوجود ہے مستغرق ہو

ہر آن ہر لحظہ اس کی عظمت و کبریائی اور جلال کا مشاہدہ کرے۔ اور اس کی عظمت اور وجود حقیقی کے سامنے اپنے وجود کی نفی کرے۔ اور تواضع اور عجز و نیاز اور پستی اختیار کرے۔ اور اس کی عبادت اور بندگی میں سر نیاز خم کرے۔

الرحمٰن الرحیم

اس کے معنے بہت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ رحمان اور رحیم کے مابین علماء مفسرین و محققین نے جو فرق واضح کیا وہ یہ ہے کہ رحمٰن وہ ہے جو ایسی نعمتیں دے جن کا صدور اس کے غیر سے متصور نہیں اور رحیم وہ ہے جو ایسی نعمتیں عطا کرے جن کا صدور اس کے غیر سے بھی متصور ہے۔ اسی لئے اللہ کے غیر کو رحمان نہیں کہا جاتا اور رحیم کہا جاتا ہے (خازن) رحمان اور رحیم دونوں کا اصل رحمت ہے۔ رحمت اس شخص کو چاہتی ہے جس پر رحم کیا جائے اور وہ محتاج ہوگا۔ اس جہت سے رحمٰن اور رحیم کے معنے محتاجوں کی حاجت روائی کرنے والے کے ہوں گے۔ رحمت تامہ کہ قصد و ارادہ سے محتاجوں کے حال پر عنایت و شفقت فرماتے ہوئے ان سے نیکی یا بھلائی کرنا۔ اور جو ان کی حاجت ہے اس کو پورا کرنا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا کسی میں نہیں۔ اور رحمت عامہ بھی کہ مستحق اور غیر مستحق دونوں پر ہے۔ اللہ ہی کا خاصہ ہے ؎

ادیم زمین سفرہ عام اوست
بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

محتاجوں کی حاجت روائی کرنے میں قصد اور محتاجوں کے حال پر شفقت رحیم ہونے کے لئے شرط ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس شخص کا نام رحیم نہیں رکھا جائے گا جس سے اس کے ارادہ اور محتاجوں کے حال پر شفقت کرنے کے بغیر خود بخود حاجت پوری ہو۔ اور وہ شخص بھی رحیم نہیں ہو سکتا جو حاجت پوری کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور اس کا ارادہ بھی کرتا ہے۔ مگر کرتا نہیں اس لئے کہ اس کا ارادہ اور قصد نامکمل اور ناقص ہے۔ اگر کامل ہوتا تو ضرور حاجت روائی کرتا۔ اس طرح وہ شخص بھی جو باوجود نرم دلی کے چاہتا ہے۔ کہ محتاجوں پر ترس کھائے اور ان کی مصیبتوں اور پریشانیوں کو دور کرے اور ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرے۔ مگر وہ اس کی عملی طور پر قدرت نہیں رکھتا۔ رحیم نہیں۔ اس لئے کہ اس میں رحمت کے جو معنے پائے گئے ہیں وہ ناقص اور نامکمل ہیں۔ رحمت کا کامل اور پورا معنی جو اوپر مذکور ہوا ہے وہ صرف ذات خداوندی میں ہی ثابت ہے اس لئے حقیقتاً وہی رحمٰن وہی رحیم ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المقصد الاسنیٰ شرح اسماء الحسنیٰ میں، فائدہ لکھ کر ایک عجیب بات لکھی ہے۔ کہ رحمٰن رحیم سے

خاص ہے۔ اسی لئے بغیر اللہ پر رحمٰن کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اور رحیم اس کے بغیر پر بھی بولا جاتا ہے۔ پس وہ اس وجہ سے اسم اللہ کے جو بمنزلہ علم کے ہے، قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں رحمٰن کو اپنے نام اللہ سے جمع فرمایا

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن (الآیۃ)

تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو اور رحمٰن کے یہ معنے کئے ہیں کہ وہ رحمت کی ایک خاص نوع پر دلالت کرتا ہے جو بندوں کے مقدورات سے خارج ہے۔ اور وہ رحمت وہی ہے جو بنی آدم کی سعادت اخرویہ سے متعلق ہے۔ اس جہت سے رحمٰن کے معنے ہوں گے۔ بندوں پر مائل ہونے والا ساتھ ایجاد کے اولاً اور ساتھ ہدایت کیطرف کے اور اسباب سعادت کے ثانیاً اور آخرت میں کامیابی عطا کرنے سے ثالثاً اور اپنی ذات کریم کی طرف نظر کرنے کے انعام سے رابعاً۔

بندے کا حصہ رحمٰن سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غافل بندوں پر رحم کرے اور ان کو نرمی اور صحبت سے وعظ و نصیحت کر کے غفلت کی راہ سے ہٹائے اور پھیرے۔ ان پر سختی نہ کرے اور گنہگاروں کو ایذا کی نظر سے نہیں بلکہ رحمت کی نظر سے دیکھے اور ہر برائی یا گناہ جو کسی سے صادر ہوتا ہے اس کو اپنے گناہ کی طرح جانے جس طرح وہ اپنے گناہ کو زائل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی مغفرت چاہتا ہے اسی طرح تمام گنہگاروں کے گناہ کے ازالہ کی نہایت کوشش کرے اور رب تعالیٰ سے ان کی مغفرت چاہے۔ عاصی اور گنہگار پر رحم کرنے کا یہی مفہوم ہے کہ اس کو حتی الوسع گناہ سے باز رکھا جائے تاکہ اللہ کے غضب اور قہر اور اس کی رحمت کے بعد سے مامون و محفوظ رہے۔

رحیم سے بندے کا یہ حصہ ہے کہ جب وہ کسی محتاج کو بھوکا دیکھے تو اپنی طاقت اور قدرت کے مطابق اس کو کھانا کھلائے۔ اور اپنے پڑوس اور اپنے شہر میں جو بھی کوئی فقیر نظر آئے اس کی حفاظت اور خدمت کرے اور اس کے فقر و فاقہ کو اپنے مال سے جاہ سے کوشش سے سفارش سے جس طرح بھی ممکن ہو دور کرے۔ اگر ان تمام امور سے عاجز ہو تو فقراء کے لئے دعا کرے اور ان کے حال کو دیکھ کر مغموم اور پریشان ہو۔ باقی باقی

سب نبیاں دے سردار نبی دنیا تے آئے اُج دے دن
خالق نے خلقت ساری دے دُکھ درد مٹائے اُج دے دن
پاوِتی ٹھنڈ زمانے تے رحمت دے ساتے اُج دے دن
وِگڑے ہوئے کم غریباں دے مولا نے بنائے اُج دے دن
ظلمت وچ جس نے شرکاں دی اُچانن لائے اُج دے دن
او نور مجسم دُنیا تے تشریف لیائے اُج دے دن

حیواناں توں وی مندا سی دنیا تے حال انساناں دا
جو تگڑا سی او ظالم سی دُشمن سی ماڑیاں جاناں دا
نہ دِل وِچ خوف خدا دا سی نہ ہے سی پاس زباناں دا
نِکا جہیا جھگڑا وہیڑے دا بن دا سی جنگ جہاناں دا
سب جھگڑے جھانجھے دُنیا دے جس آن مکائے اج دے دن
او نور مجسم دُنیا تے تشریف لیائے اُج دے دن

اوسے دا دین مکمل اسے دنیا تے فیض اے عام جدھا
سب گوری کالی خلقت لئی ہے اکّو ای پیغام جدھا
دُنیا تے اُمن دا ضامن ایں ہر ادنیٰ جہا غلام جدھا
شافی اے حشر دیہاڑے دا ہے پاک محمد نام جدھا
تو ماں خفیں داتاں پاتاں نے سب ڈبڑے بچائے اجدے دن
او نور مجسم دنیا تے تشریف لیائے اُج دے دن

اک بہہ کے او ہدیاں قدماں وچ بن عالم فاضل جاندے نے
اک دوجے مارے قسمت دے پئے ابو جہل اکھواندے نے
دُنیا تے واسی دنیا دے گل آپ گلاویں پاندے نے
نور ایدھر کھلا رحمت دا ایہ اُودھر بھنجی جاندے نے
اے قدر خدا وند ساریاں نوں رلو سدھے پائے اج دے دن
او نور مجسم دنیا تے تشریف لیائے اج دے دن

انوارِ نبوّت
لباس کے متعلّق

ٹخنوں کے نیچے تہ بند لٹکانا منع ہے

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں مومن کا تہ بند اس کی دونوں پنڈلیوں کے نصف تک ہوتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو اس سے نیچے ہوگا وہ ناریں ہے آپ نے یہ قول تین بار دُہرایا اور اللہ قیامت کے دن اس شخص کو نہیں دیکھے گا جس نے ازراہِ تکبر اپنا آزار یعنے تہ بند کھینچا یعنے ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر اس کو زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔ یہ نشانی متکبرین کی ہے۔

سالم سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ جو لٹکانا ممنوع ہے وہ تین چیزوں میں ہے۔ تہ بند میں قمیض میں، عمامہ میں جو شخص ان چیزوں سے کسی چیز کو بھی ازراہِ تکبر لٹکائے گا قیامت کے دن اللہ تعالے اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

عورت کیلئے تہ بند لٹکانا مستحب ہے

ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب آپ نے تہ بند کے متعلق ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ عورت کے لئے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا وہ اپنی نصف پنڈلی سے ایک بالشت بھر نیچے لٹکائے۔ پھر عرض کی کہ اگر اس قدر سے اس کا پاؤں ننگا ہو تو آپ نے فرمایا ایک ہاتھ قدر نیچے کرے۔ اس پر زیادتی نہ کرے۔

عورت کیلئے باریک کپڑا پہننا منع ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو ہرگز لائق نہیں ہے۔ کہ اس کے جسم سے کوئی چیز دیکھی جائے۔ سوا اس کے اور اس کے۔

اور آپ نے اشارہ فرمایا اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کی طرف (یعنے اگر فتنہ کا احتمال نہ ہو تو منہ اور ہاتھ کھلے رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں)

پگڑی کے متعلق

حضرت عبادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - تم پگڑیاں لازم پکڑو اس لئے کہ وہ ملائکہ کی علامت ہے - اور ڈالو ان کا شملہ اپنی پشت پر - دستار اہل اسلام کا شعار ہے بالخصوص علماء و مشائخ کے لئے - مگر افسوس آج دستار کو چھوڑ کر اکثر خواص نے بھی ٹوپی اپنا لی ہے اور عوام نے ٹوپی اور دستار دونوں سے بے نیاز ہو کر ننگے سر رہنا اپنی تہذیب بنالی ہے -

دس چیزیں جن سے منع فرمایا گیا

ابو ریحانہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے -

دانتوں کو ان کی اطراف باریک کرنے کے لئے کاٹنے سے - جسم میں نیل بھرنے سے - چہرے یا ڈاڑھی یا ابروسے بال اکھاڑنے سے - ایک مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ بغیر حجاب کے ایک لحاف میں سونے سے اور اس سے منع فرمایا کہ مرد اپنے کپڑوں کے نیچے ریشم یعنی اپنے نچلے کپڑے کے نیچے کوئی چھوٹا سا ریشمی کپڑا پہنے عجمیوں کی طرح اور اس سے کہ اعضاء نرم رہیں اور اس سے

کہ اپنے کندھوں پر ریشم کرے مثل عجمیوں کے اور منع فرمایا آپ نے اس سے کہ وہ چیتوں کی کھال پر بیٹھے - اور منع فرمایا انگوٹھی پہننے سے سوائے بادشاہ کے -

ف :- عورتوں کی عادت ہے کہ وہ دانتوں کی زینت کے لئے ریتی وغیرہ سے دانتوں کو رگڑ کر ان کو اطراف سے باریک بناتی ہیں - اور سوئی وغیرہ سے اپنے جسم کو کرید کر پھر اس میں نیل بھرتی ہیں - اور اپنے چہرے، پیشانی اور ابروسے اور اگر کسی عورت کو ٹھوڑی پر بال نکل آئیں تو وہ ان کو چنتی ہیں - اس سے بھی منع فرمایا ہے اس لئے کہ یہ اللہ تعالےٰ کے خلق کو بدلنا ہے - جو منع ہے - ان تمام اشیاء سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا ہے - خوب یاد رکھیں اور عمل کریں - اللہ توفیق دے -

سیدہ لوچی صاحبہ کا عرس شریف

بنت امیر ملت سیدہ لوچی صاحبہ کا عرس شریف حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب کے مکان پر مورخہ ۱۱ مئی بروز ہفتہ صبح نو بجے شروع ہو گا - علماء کرام وعظ فرمائیں گے - اور نعت خواں حضرات و چار آفریں نعت خوانی کریں گے - بعد ازاں لنگر تقسیم ہو گا -

حکایات المشائخ

امام شافعیؒ کا خواب: برکت والی قمیض

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اپنے زمانہ کے عظیم الشان اور جلیل القدر بزرگ ہوئے ہیں۔ دونوں اماموں کی ایک دوسرے سے بڑی محبت تھی۔ حضرت امام شافعی مصر میں اور حضرت امام احمد بن حنبل بغداد میں رہتے تھے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خواب میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوئے۔ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے امام شافعی کو فرمایا کہ احمد بن حنبل عنقریب ایک بڑے فتنہ میں مبتلا ہوگا اور وہ فتنہ خلق قرآن کا ہے۔ خلیفہ مامون اور اس کے ہم نشین اور درباری اس کو دعوت دیں گے کہ وہ قرآن کو مخلوق کہے مگر وہ اس کی اجابت نہیں کرے گا۔ اور عقیدۂ حق پر قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ سخت سے سخت عقوبتیں اور زحمتیں برداشت کرتے ہوئے حق کی شمع پر قربان ہو جائے گا۔ اس کو میری طرف سے بشارت دے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بیدار ہوئے تو آپ نے امام احمد بن حنبل کو ایک چٹھی لکھی جس میں خواب کا سارا واقعہ ذکر کیا۔ اور پھر اپنے ایک لائق شاگرد ربیع کو بلایا اور وہ چٹھی اس کے حوالے کی۔ اور حکم دیا کہ وہ بغداد جائے اور یہ چٹھی امام احمد بن حنبل کو دے۔ ربیع نے سامان سفر باندھا اور بغداد کی طرف رخصت ہوا۔ اور وہاں پہنچ کر امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر چٹھی ان کی خدمت میں پیش کی۔ امام صاحب نے دریافت کیا اس میں کیا لکھا ہے ربیع نے کہا میں نے اس کو کھولا نہیں۔ آپ پڑھ لیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے چٹھی کو کھولا اور پڑھا اور بہت خوش ہوئے اور جو بشارت اس میں لکھی ہوئی تھی اس کا ذکر ربیع سے کیا۔ ربیع نے خوش ہو کر عرض کی کیا آپ مجھے کوئی انعام نہیں عطا فرمائیں گے آپ نے فرمایا ضرور۔ اس وقت حضرت امام صاحب نے دو قمیضیں پہنی ہوئی تھیں۔ جو قمیض نیچے اور جسم سے پیوست تھی وہ اتاری اور ربیع کو انعام کے طور پر دی۔ ربیع نہایت مسرور ہوا اور مصر واپس آیا اور اپنے استاد کی خدمت میں حاضری

دی اور عرض کیا کہ حضرت امام صاحب نے خوش ہو کر مجھ کو اپنے بدن سے لگی ہوئی یہ قمیض مرحمت فرمائی ہے۔ حضرت امام شافعی نے فرمایا ربیع! ہم تمہیں تکلیف نہیں دیتے تو ہم کو یہ قمیض دھو کر صرف اس کا پانی دے دے۔ ربیع نے اپنے استاد کے حکم کی تعمیل کی اور قمیض دھو کر اس کا پانی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت امام شافعی نے اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے وہ سارا پانی اپنے جسم کے اوپر بہایا اور بہت خوش ہوئے۔

اس کی قیمت ایک ہزار دینار ہے

دریا میں ایک کشتی اپنے مسافروں کے لئے رواں دواں اپنی منزل کی طرف جا رہی تھی۔ کشتی پر تمام مسافر بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنی منزل کے جوں جوں قریب ہوتے جا رہے تھے ان کے سکون میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور منزل کے تصور سے ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے وہ سب اپنی باتوں میں مصروف تھے کہ اچانک ان کی نظر ایک بوڑھے شخص پر پڑی جس کا لباس پھٹا پرانا اور ہیئت اور شکل وصورت عجیب قسم کی تھی۔ وہ اتنا نحیف اور کمزور تھا کہ اس کا جسم ہڈیوں کا پنجر معلوم ہوتا تھا۔ اس کے چہرے کا رنگ زرد تھا مگر پیشانی لذت سے جگمگا رہی تھی اور آنکھوں میں روشنی اور چمک تھی۔ جس سے وہ بڑا باوقار اور عظیم انسان معلوم ہوتا تھا۔

پہلے تو وہ لوگ کچھ اس سے خوف زدہ ہوئے مگر فوراً ہی وہ سنبھل گئے۔ انہوں نے اس بوڑھے انسان سے پوچھا بابا جی! آپ کون ہیں؟

بابا جی: میں کون ہوں میں کیا ہوں کیسا غلط سوال ہے کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ میں ایک انسان ہوں۔

وہ لوگ: آپ کیسے یہاں اچانک وارد ہونے سے ہم حیران ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے تو آپ ہم میں نہیں تھے۔

بابا جی: ہر بات اس لائق نہیں ہوتی کہ پوچھی جائے یا اس کا جواب دیا جائے۔ میرا رب جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے وہ عدم کو موجود کرنے پر قادر ہے۔

وہ لوگ: بابا جی! آخر آپ بتائیں کہ آپ کو ہم سے کیا کام ہے۔

بابا جی: میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے ایک موتی جس کی قیمت ایک ہزار دینار ہے خرید لو۔

وہ لوگ: بابا جی ہم مسافر ہیں ہم یہ قدرت نہیں رکھتے۔ کہ اتنی قیمت سے اس کو خریدیں اور پھر آپ ہی بتائیں کہ سفر میں ہمیں بھلا موتی کی ضرورت بھی کیا ہے۔

بابا جی: میرا وقت ضائع نہ کرو تم میں سے جس کے نصیب اچھے ہیں وہ ضرور خریدے گا۔

اس کے بعد ایک نوجوان نے ایک ہزار دینار گن کر اس کے سامنے رکھا اور کہا یہ لے لو ہزار دینار بابا جی نے کہا اس کو دریا میں پھینک دو۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

نوجوان نے باباجی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ ہزار دینار دریا میں پھینک دیئے۔ اس کے بعد نوجوان نے باباجی سے موتی کا مطالبہ کیا۔ باباجی نے کہا وہ موتی یہ آیت ہے۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لایحتسب

اس کو پڑھ اور بار بار پڑھ اس کو خوب یاد کر۔ اس کا ورد کر اس کو اپنا وظیفہ بنا یہ تجھے دنیا و آخرت میں مالامال کر دے گی۔ یہ کہا اور غائب ہو گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد دریا میں زبردست طوفان آیا اور کشتی ٹوٹ گئی۔ اور تمام مسافر غرق ہو گئے۔ صرف وہ جوان جس نے وہ آیت اس سے لی تھی ایک تختے پر بہتا ہوا کسی نامعلوم جزیرہ میں پہنچا۔ وہاں اسی نے ایک بڑی خوبصورت نوجوان عورت دیکھی۔ اس نے پوچھا تو کون ہے اور یہاں تنہا کیوں رہتی ہے۔

عورت نے کہا میں فلاں شہر کی رہنے والی ہوں میں کئی سالوں سے یہاں رہتی ہوں میرے اوپر ایک جن فریفتہ ہو گیا تھا وہ میرے شہر سے اٹھا کر مجھے یہاں لے آیا تھا۔ نوجوان نے کہا تو مجھے کسی ایسی جگہ چھپا دے کہ میں اس کو دیکھوں اور وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ عورت نے اس کو ایسی ہی جگہ بٹھا دیا۔ کہ اچانک اپنے وقت پر وہ جن آیا۔

تو نوجوان نے اس کو دیکھ کر اس آیت کو پڑھنا شروع کیا۔ اس کے پڑھنے سے وہ جن جل کر ہلاک ہو گیا۔ عورت بہت خوش ہوئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک غار میں لے گئی۔ وہ غار قیمتی جواہرات سے پر تھی۔ وہاں سے انہوں نے بہت سے جواہرات جتنے وہ اٹھا سکتے تھے باندھے۔ اور پھر دونوں دریا کے قریب کشتی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ ایک کشتی آئی اس میں سوار ہو کر اپنے شہر میں آئے اور دونوں نکاح کر کے ہمیشہ اکٹھے رہے۔

ولادت باسعادت

مقام مسرت اور خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل بے پایاں اور لطف بے عنایت سے حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سید نذر حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جملہ یاران طریقت کے لئے یقیناً یہ خبر موجب راحت قلب ہوگی اللہ تعالیٰ نومولود کو عمر خضر اور صحت و عافیت عطا فرمائے اور بڑا ہو کر خاندانی روایات کا حامل ہو کر رہنما ئے قوم و ملت ہو۔

(ادارہ)

بقیہ تبصرہ

گورنرصاحب پنجاب اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور ارکان اسمبلی کو بھی آگاہ کیا اور مرکز مرزائیت ربوہ میں بھی مرزاصاحب کے اذناب و اتباع کو اس سے آگاہ کیا۔ جس کا ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں کتاب میں آیات کی تحریف کے علاوہ کلمہ طیبہ اور درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، اس کی تحریف کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔

آخر میں مرزاصاحب کی سیرت کا تذکرہ کیا ہے جس سے اس کے دعوائے نبوت کی خود تکذیب و تردید ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ یہ سیرت نبوت کے منافی اور خلاف ہے۔ کتاب سفید عمدہ کاغذ کتابت و طباعت آفسٹ اور رنگین خوشنما ٹائیٹل سے چھپی ہے۔

منگوانے کا پتہ

مرکز اشاعت اسلام — جامع مسجد ایف بلاک ماڈل ٹاؤن - لاہور

مکتبہ انوار الصوفیہ — کوٹ عثمان خان قصور

سوال :- جمعہ کی نماز کی کتنی رکعتیں ہیں۔ کیا جمعہ کی نماز پڑھنے سے ظہر کی نماز معاف ہو جاتی ہے۔

(سائل عبد الجبار خاں کو ہاٹ)

جواب

جمعہ کی نماز فرض ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ مرد ہونا۔ آزاد ہونا۔ تندرست ہونا۔ مقیم ہونا عورتوں پر جمعہ فرض نہیں۔ غلاموں پر فرض نہیں۔ جو بیمار ہو یا اس کے ہاتھ پاؤں سلامت نہ ہوں مسجد میں نہیں آسکتا اس پر فرض نہیں۔ قیدیوں پر فرض نہیں مسافروں پر فرض نہیں۔

اس کے صحت ادا کے لئے یہ شرطیں ہیں شہر، گاؤں میں صحیح نہیں۔ بادشاہ یا اس کا نائب ہو اگر مسلمان اپنے اتفاق سے کسی عالم دین کو جمعہ پڑھانے کے لئے مقرر کریں تو وہ بھی بادشاہ یا اس کے نائب کے قائم مقام ہو گا۔ ظہر کا وقت ہو اس کے بعد صحیح نہیں۔ خطبہ ہو اس کے بغیر بھی صحیح نہیں۔ جماعت ہو بغیر جماعت صحیح نہیں۔

جب کسی جگہ شرائط وجوب اور شرائط ادا جمع ہوں تو جمعہ اس وقت کی ظہر کے قائم مقام ہوگا یا اس کا مسقط اس کے دو رکعت فرض ہیں۔ چار سنتیں اس سے پہلے اور چار سنتیں اس کے بعد پڑھے۔ بصورت دیگر اگر جمعہ پڑھا ہے تو ظہر کا فرض یقین سے ادا نہیں ہوگا۔ اس کے ادا ہونے کے بھی احتمال ہے اور نہ ادا ہونے کا بھی۔ اس لئے بطور احتیاط کے چار رکعت اس وقت کے فرض کی نیت سے جو نہیں پڑھے، پڑھنا لازم ہیں۔ ورنہ گنہگار ہوگا۔